حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ

نام ، نسب، اور نسبت

آپ کا مکمل نام ونسب ہے: احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد الکنانی العسقلانی المصری۔

نسبت: ابن حجر کہتے ہیں کہ ان کے والد کنانی الاصل تھے۔اور ان کی اصل عسقلان سے ہے۔ آپ کے آباء و اجداد عسقلان کے رہائشی تھے جہاں پر وہ 583 ھ میں داخل ہوئے اور شہر عسقلان فلسطین میں پایا جاتا ہے۔ پیدائش اور پرورش کے لحاظ سے آپ مصری تھے۔

کنیت ، لقب، اور شہرت

کنیت: حافظ ابن حجر کی کنیت "ابو الفضل" ہے۔ یہ کنیت ان کے والد نے رکھی تھی جیسا کہ حافظ ابن حجر نے خود اس بات کا اعتراف اپنے والد کے ترجمہ میں کیا ہے (دیکھیں انباء الغمر بانباء العمر: 117/1)۔ اور ابن حجر اسی کنیت سے مشہور و معروف ہیں اور یہی کنیت ہر جگہ ان کے مترجمین بھی لکھتے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ان کے استاد، حافظ العراقی وغیرہ نے ان کو "ابو العباس" کی کنیت سے بھی نوازا تھا لیکن آپ اس کنیت سے زیادہ معروف نہ ہوئے (دیکھیں الجواہر والدرر: 47/1)۔

لقب: آپ کا لقب "شہاب الدین" ہے (الجواہر والدرر 47/1)۔

شہرت: آپ ابن حجر کے نام سے ہی مشہور ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ "حجر" اسم ہے یا لقب؟ کہا جاتا ہے یہ آپ کے جد اعلی احمد کا لقب تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ احمد کے والد کا نام تھا (الجواہر والدرر: 50/1) واللہ اعلم۔

تنبیہ: یہاں ایک عام غلط فہمی کے ازالہ کے لئے عرض ہے بعض لوگ ایک دوسرے عالم "ابن حجر الہیتمی" کو ابن حجر العسقلانی سے ملا دیتے ہیں جبکہ یہ دونوں الگ الگ اشخاص ہیں اور الہیتمی بعد میں آنے والا مبتدع شخص تھا جس کا ابن حجر العسقلانی سے دور دور تک کوئی علمی واسطہ نہیں تھا۔

پیدائش

حافظ ابن حجر 12 شعبان سنہ 773 ھ میں مصر کے دریائے نیل کے کنارے ایک مقام پر پیدا ہوئے۔ (الجواہر والدرر 49/1)

وہ گھرانہ جس میں آپ پیدا ہوئے

حافظ ابن حجر ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جو اپنے علم و ادب اور فضل کے لئے مشہور تھا۔ اور ان میں علم کے ساتھ ساتھ تجارت میں مشغولیت کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا (دیکھیں الحافظ ابن حجر لعبد الستار: ص 29، و ابن حجر العسقلانی لشاکر: ص 92)۔

چنانچہ آپ کے دادا، "قطب الدین محمد بن ناصر الدین محمد بن جلال الدین علی العسقلانی (المتوفی 741)" جو خود بھی ابن حجر اور ابن بزار کے نام سے مشہور تھے، بہت پرہیز گار تھے اور تجارت کا کاروبار کرتے تھے۔ اور تجارت کے ساتھ تحصیل علم میں بھی مشغول رہتے اسی لئے انہوں نے علماء کی ایک جماعت سے سماعت حدیث بھی کیا اور ان سے اجازات بھی طلب کیں (دیکھیں ابن حجر العسقلانی ودراسۃ ومصنفاتہ: ص 94، و التاریخ ئالمنہج التاریخی لابن حجر: ص 65)۔

اور آپ کے والد محترم، "نور الدین علی بن قطب الدین محمد العسقلانی ثم المصری" اپنے بھائیوں سے الگ تھلگ طلب علم میں مشغول رہے اور فقہ، عربی، اور ادب کے علوم میں مہارت حاصل کی۔ آپ نے اشعار بھی کہے اور افتاء و تدریس کے عہدے پر بھی فائذ رہے، قراءات سبع میں بھی آپ کو اجازت ملی، اور اس سب کے ساتھ ساتھ آپ بہترین تجار میں سے تھے۔ آپ کومعرفت، دیانت، اچھے اخلاق، اور کثرت حج و مجاورت سے موصوف کیا جاتا تھا۔ آپ نے 777 ھ میں وفات پائی (دیکھیں انباء الغمر بانباء العمر: 116/1-117)۔

آپ کی والدہ، "تجار بنت الفخر ابی بکر بن الشمس محمد بن ابراہیم الزفتاوی" اپنے خاوند یعنی آپ کے والد کی وفات سے بھی کچھ عرصہ قبل وفات پا گئی تھیں (دیکھیں، الجواہر والدرر: 59/1 و انباء الغمر: 517/1)۔

ابن حجر کی ایک بہن بھی تھیں جو آپ سے تین سال بڑی تھیں اور ان کا نام تھا "ست الرکب (المتوفی 798)"۔ آپ بھی ایک قارئہ و کاتبہ تھیں اور عجب کی ذہین تھیں، لیکن جوانی ہی میں چل بسیں، جس کا ان کے

بھائی ابن حجر کو بہت صدمہ لگا (دیکھیں انباء الغمر 517/1 و الجواہر والدرر: 58/1-59)۔

پرورش

حافظ صاحب بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے۔ آپ کے والد آپ کے بچپنے میں ہی فوت ہو گئے جیسا کہ حافظ ابن حجر خود فرماتے ہیں کہ: "**وتركني ولم أكمل أربع سنين، وأنا الآن أعقله كالذي يتخيل الشيء ولا يتحققه**" یعنی میرے والد مجھے چھوڑ کر چلے گئے جب میں نے اپنی عمر کے چال سال بھی مکمل نہیں کیے تھے، اور اب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو ایک دھندلی سی شکل نظر آتی ہے جو صاف نہیں ہوتی" (دیکھیں انباء الغمر: 117/1) اور آپ کی والدہ تو اس سے بھی پہلے وفات پا چکی تھیں جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔ اس طرح آپ والد اور والدہ دونوں کی طرف سے یتیم تھے۔

آپ کے والد نے اپنی وفات سے پہلے ابن حجر کی دیکھ بھال کی ذمہ داری دو لوگوں پر سونپنے کی وصیت کی تھی: (1) زکی الدین الخروبی، اور (2) علامہ شمس الدین بن القطان۔ چنانچہ، بلاغت سے پہلے تک ابن حجر کی دیکھ بھال زکی الدین نے کی، اور چودہ سال کی عمر میں جب زکی الدین وفات پا گئے تو ان کی ذمہ داری ابن القطان پر آ پہنچی لیکن وہ زکی الدین کی طرح ان کی دیکھ بھال نہ کر سکے جس کی وجہ سے ابن حجر اپنے والد کی اس وصیت سے زیادہ خوش نہ تھے (دیکھیں المجمع المؤسس لابن حجر: ص 453، و ذیل الدرر الکامنہ: ص 214)۔

آپ کی اجتماعی حالت

حافظ ابن حجر جب 25 سال کے ہوئے بمطابق شعبان 798 ھ آپ نے اپنی پہلی بیوی سے نکاح کیا جن کا نام تھا "أنس بنت القاضي كريم الدين عبد الكريم بن أحمد بن عبد العزيز" (دیکھیں، انباء الغمر: 513/1)۔ اور یہ نکاح علمامہ ابن القطان کی وصیت سے ہوا تھا (الجواہر والدرر: ص 281)۔ آپ کی یہ بیوی آپ کے نکاح کے عقد میں اپنی وفات تک قائم

رہیں اور ان میں سے ابن حجر کی پانچ بیٹیاں تھیں اور بیٹا کوئی نہیں تھا (الجواہر والدرر)۔
سن 834 ھ میں آپ نے ایک بیوہ عورت سے شادی کی جس کا نام تھا "الزين أبي بكر الأمشاطي" لیکن اس بیوی کو آپ نے دو ہی سال بعد طلاق دے دی اور ان سےآپ کو صرف ایک بیٹی ہوئی (الجواہر)۔
پھر آپ نے اپنی تیسری بیوی سے شادی کی جن کا نام تھا "ليلي ابنة محمود بن طوغان الحلبية" ان سے آپ نے شام کے شہرحلب میں شادی کی، جب آپ وہاں کے سفر کو 836 ھ میں نکلے تھے۔ اور ان کی یہ بیوی پہلے سے طلاق شدہ تھی، اور یہ آپ کے نکاح میں اپنی وفات تک رہیں اور ان سے آپ کو کوئی اولاد نہ تھی (الجواہر)۔
حافظ ابن حجر کو اپنی تینوں بیویوں میں سے کوئی لڑکا نہیں حتی کہ ایک لونڈی سے آپ نے شادی کی اور تب جا کر ان سے آپ کو ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام رکھا "محمد" اور اس کی پیدائش 810 ھ میں ہوئی (الجواہر)۔ اور اس طرح حافظ صاحب کی سات اولادیں ہوئیں جن میں سے چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ بیٹیوں کے نام تھے: زین خاتون، فرحہ، غالیہ، رابعہ، فاطمہ، اور آمنہ۔ لیکن اللہ کی کرنی تھی کہ آپ کی تمام بیٹیاں طاعون و دیگر بیماریوں کی وجہ سے آپ کی حیات ہی میں اللہ کو پیاری ہو گئیں لیکن آپ نے پھر بھی صبر و استقامت سے کام لیا۔ (الجواہر والدرر) لیکن ان کے بیٹے "بدر الدین ابو المعاملی محمد" زندہ رہے اور انہوں نے اپنے والد سے بہت کچھ لکھا اور ان سے بہت سی کتب کا سماع کیا۔ آپ اپنے والد کی وفات کے چند سال بعد 869 ھ میں فوت ہوئے، رحمہ اللہ تعالی (دیکھیں، الجواہر)۔

آپ کی جسمانی اور اخلاقی صفات

جہاں تک آپ کی جسمانی صفات کا تعلق ہے تو جن لوگوں نے بھی آپ کی سیرت و تراجم لکھے ہیں ان کے مطابق آپ: درمیانے (نہ زیادہ لمبے، نہ زیادہ چھوٹے) قد کے تھے۔ آپ کا رنگ سفید، اور آپ کی شکل و صورت خوبصورت تھی۔ آپ کی داڑھی گاڑھی تھی اور آپ کی مونچھیں چھوٹی تھیں۔ آپ کی سننے اور دیکھنے کی قوت بالکل صحیح تھی، آپ کے دانت ثابت تھے۔ آپ کا منہ چھوٹا تھا اور جسم مضبوط

اور پتلا تھا۔ آپ بڑی ہمت والے تھے۔ آپ کی زبان فصیح اور آپ کی آواز رعب دار تھی۔ اور آپ بڑے ذہین اور ماہر شخص تھے (دیکھیں، الجواہر والدرر ص 252)۔

اور اخلاقی صفات کے متعلق آپ کے مترجمین نے آپ کی جو صفات بیان کی ہیں وہ یہ ہیں کہ: اللہ نے آپ کو اخلاق رفیعہ اور خصال نبیلہ سے نوازا تھا۔ اچھی صورت کے ساتھ ساتھ آپ کا لوگوں کے دلوں میں ایک عالی مقام تھا اور آپ عظماء میں گنے جاتے تھے۔ سخاوی نے اپنے شیخ کی اخلاقی صفات کے بیان میں ایک الگ سے طویل باب باندھا ہے، مزید تفصیل کے لئے ان کی الجواہر والدرر کی طرف رجوع کریں (ص 233 - 253)۔

حافظ صاحب زیادہ تر خاموش رہتے اور ضرورت پڑنے پر ہی بولا کرتے تھے۔ آپ اپنی زبان کے بڑے پکے، اور دل کے بڑے سچے تھے۔ آپ عبادات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، راتوں کو جاگتے، تہجد کا اہتمام کرتے، اور دن میں روزے رکھتے۔ آپ نے کثرت سے بیت اللہ کے حج کیے۔ اور ہر حالت میں اللہ کے ذکر و استغفار میں مصروف رہتے۔ آپ نبی اکرم ﷺ کی سنت کا بہت احرام کرتے، ان کی ہدایات پر چلتے، ان کی احادیث کا دفاع کرتے، بدعتیوں کا رد کرتے، اور حدود اللہ کو پامال کرنے والوں کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرتے تھے (الجواہر والدرر، والحافظ ابن حجر ودراسۃ مصنفاتہ ص 181-184، وغیرہ)۔

طلب علم اور اس کے لئے آپ کی رحلات

آپ کا طلب علم:

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ حافظ ابن حجر یتیمی حالت میں پلے بڑھے لیکن اللہ نے ان کی تعلیم کا بندوبست کر دیا تھا۔ آپ نے بچپنے ہی میں طلب علم شروع کر دیا تھا جیسا کہ حافظ خود کہتے ہیں کہ وہ پانچ سال کی عمر میں مدرسہ میں داخل ہوئے اور نو سال کی عمر میں حفظ قرآن مکمل کیا (دیکھیں رفع الاصر ص 85)۔

سنہ 785 ھ میں جب آپ 12 سال کے ہوئے تو آپ نے اپنے والی "الخروبی" کے سرپرست بیت اللہ کے حج کی سعادت حاصل کی۔ اس دوران مکہ میں آپ نے صحیح بخاری کے غالب حصہ کا مکہ کہ ایک

شیخ اور مسند "عفیف الدین" سے سماع کیا۔ اور یہ ان کی سب سے پہلی حدیثی مسموعات میں سے تھا اور ساتھ میں یہ ان کی فقہ الحدیث میں سب سے پہلی بحوث میں سے بھی تھا۔ اس کے بعد آپ 786 ھ میں واپس اپنے وطن لوٹے لیکن آپ کا حفظ کتب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آپ نے چند مختصر علوم پر مشتمل کتب کو حفظ کیا جن میں عمدۃ الاحکام للمقدسی، الحاوی الصغیر فی الفقہ للقزوینی، مختصر ابن الحاجب فی الاصول، اور الفیہ العراقی فی الحدیث وغیرہ شامل ہیں۔ اور یہ کتب انہوں نے اپنے زمانے کے کئی ائمہ سے عرض کیں، اور اس مقصد کے لئے وہ آپ کو خطوط لکھا کرتے تھے۔ (الجواہر والدرر: 64/1، ورفع الاصر: ص 86)۔

سنہ 787 ھ میں اپنے والی الخروبی کی وفات کے سبب حافظ ابن حجر میں طلب علم کی دلچسپی میں کمی آ گئی کیونکہ ان کو علم کی طرف راغب کرنے والا اب کوئی نہ تھا۔ اس کے بعد آپ کی علمی نشاط میں کچھ کمی آئی۔ البتہ 790 ھ میں 17 سال کی عمر میں جب آپ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری علامہ شمس الدین ابن القطان پر پڑی تو آپ نے ان کے دروس میں شرکت کی جو فقہ، اصول، عربی، اور حساب وغیرہ پر مشتمل تھے۔ اس طرح آپ پھر سے طلب علم میں مشغول ہوئے اور ماہر شیوخ کی طرف سفر بھی کیا (دیکھیں الجواہر والدرر: 65/1)۔

اس کے بعد اللہ نے علم الحدیث کی محبت ان کے دل میں ڈال دی اور آپ مکمل طور پر اس کی طرف راغب ہو گئے حتی کہ آپ کی معرفت علم الحدیث میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس مقصد کے لئے حافظ ابن حجر کئی علمی رحلات پر روانہ ہوئے۔ انہوں نے 793 ھ میں اپنی رحلات کی ابتداء کی جب آپ 20 سال کے تھے اور ان میں سے بیشتر رحلات مصر کے اندر ہی مختلف علاقوں میں کیں اور کئی رحلات مصر کے باہر کیں جن میں حجاز، یمن، اور شام وغیرہ بھی شامل ہیں۔ ان مختلف ممالک میں حافظ صاحب کی ملاقات اس زمانے کے کئی کبار علماء اور بڑے بڑے لوگوں سے ہوئیں، جن سے انہوں نےاخذ کیا، ان سے سماع کیا، اور ان سے استفادہ کیا۔

شیوخ و اساتذہ

حافظ ابن حجر کو اپنے کثرت شیوخ و اساتذہ کی وجہ سے امتیاز حاصل ہے چاہے وہ آپ کے وطن سے ہوں یا وطن سے بار جہاں آپ نے رحلت کی۔ آپ نے اپنے شیوخ کے ذکر میں بہت اہتمام کیا ہے اور ان کے نام اپنی کئی کتب میں درج کئے ہیں، بلکہ آپ نے تو ان کے تذکرہ میں دو کتابیں ہی علیحدہ سے لکھ دیں جو بڑی مفید ہیں، ان کے نام ہیں:

1- المجمع المؤسس للمعجم المفهرس

2- "تجريد أسانيد الكتب المشهورة والأجزاء المنثورة" المسمي بالمعجم المفهرس.

اسی طرح آپ کے شاگرد سخاوی نے بھی اپنے استاد ابن حجر کے شیوخ کے اسماء ذکر کیے ہیں اور ان میں چند کا اضافہ بھی کیا ہے جن کو ابن حجر نے اپنی معجم میں ذکر نہیں کیا۔

ہم یہاں پر صرف ان کے چند شیوخ کے ذکر پر اکتفاء کریں گے جن سے آپ نے سب سے زیادہ استفادہ کیا اور جو خود بھی اپنے زمانے کہ کبار ترین علماء رہ چکے ہیں:

1- التنوخي: إبراهيم بن أحمد بن عبد الواحد بن عبد المؤمن التنوخي أبو إسحاق برهان الدين الشامي (709 – 796 ھ)

آپ قراءات اور اسناد میں دیار مصر کے شیخ تھے (انباء الغمر: 22/2-23)۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کئی کبار علماء کی کتب اور اجزاء اخذ کیں اور میں نے ان کو ایک عرصہ طویل تک لازم پکڑا (الدرر الکامنہ: 12/1، وانباء الغمر: 23/2)۔

2- الأبناسي: إبراهيم بن موسي بن أيوب الأبناسي، برهان الدين، أو شهاب الدين، أبو محمد (725 - 802 ھ)۔

آپ عالم، عابد، زاہد، فقیہ، اور مصر کے شیخ الشیوخ میں سے تھے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کثیر تعداد میں سماع کیا، اور ان پر فقہ کی قراءت کی (انباء الغمر: 112/2)۔

3- الغماري: محمد بن محمد بن علي بن عبدالرزاق الغماري ثم المصري شمس الدين المالكي (719 – 802 ھ)

آپ عربی لغت میں مہارت رکھتے تھے، آپ کو کئی اشعار حفظ تھے، اور ادب میں کثیر المشارکہ تھے۔ ابن حجر نے ان سے لغت اور ادب

کی تعلیم حاصل کی، اور انہوں نے ابن حجر کو ایک سے زیادہ مرتبہ اجازت عنایت فرمائی۔

4- ابن الملقن: عمر بن علي بن أحمد بن محمد الأنصاري الأندلسي ثم المصري، سراج الدين، أبو حفص، المعروف بابن الملقن (723 – 804 ھ)

آپ کئی علوم میں مہارت حاصل رکھتے تھے۔ آپ نے ہر فن میں کتب تصنیف کی۔ آپ کی سب سے اہم کتب میں شامل ہیں شرح البخاری جو 20 جلدوں میں ہے، اور البدر المنیر فی تخریج احادیث الرافعی جو 7 جلدوں میں مطبوع ہے۔ ابن حجر نے ان کی صحبت اختیار کی، ان سے سماع کیا اور ان پر کئی کتب کی قراءت کی، اور ان سے فقہ کی تعلیم حاصل کی (الجواہر والدرر: 70/1)

5- البلقيني: عمر بن رسلان بن نصير بن صالح الكناني العسقلاني البلقيني المصري، سراج الدين، أبو حفص، الشافعي (724 – 805 ھ)

آپ بہت وسیع العلم تھے حتی کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہو گیا کہ آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ ہیں۔

6- العراقي: عبد الرحيم بن الحسين بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن إبراهيم المهراني العراقي الكردي، الشيخ زين الدين، أبو الفضل، الشهير بالعراقي (725 – 806 ھ)

آپ علم حدیث میں اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے، اس زمانے میں آپ کی کوئی نظیر نہ تھی۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ میں نے اس فن میں ان سے زیادہ متقن اور کوئی نہیں دیکھا۔ حافظ العراقی نے کئی کتب تصنیف کیں جن میں الالفیہ فی علوم الحدیث، تخریج احادیث الاحیاء، تقیید والایضاح، وغیرہ شامل ہیں۔ حافظ عراقی کو ابن حجر کے تمام شیوخ میں سے سب سے جلیل القدر شیخ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

7- الهيثمي: علي بن أبي بكر بن سليمان بن أبي بكر بن عمر بن صالح الهيثمي المصري، نور الدين، أبو الحسن، الشافعي (735 – 807 ھ)

آپ مشہور کتاب مجمع الزوائد ومنبع الفوائد کے مصنف ہیں۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے چند کتب لکھیں۔ آپ بڑے علماء اور حفاظ میں شمار کیے جاتے ہیں۔

8- الفيروزآبادي: محمد بن يعقوب بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيرازي الفيروزآبادي القاضي، مجدد الدين، أبو الطاهر، الشافعي (729 - 817)

آپ اپنے زمانے میں عربی لغت کے امام شمار کیے جاتے ہیں اور اس موضوع پر آپ نے کئی کتب بھی تصنیف کیں ہیں۔ ابن حجر نے آپ سے لغت کی تعلیم حاصل کی۔

9- ابن جماعة: محمد بن أبي بكر بن عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم بن سعد الله بن جماعة، عز الدين، أبو عبد الله، الكناني، الحموي المصري الشافعي (749 – 819 هـ)

آپ اپنے زمانے کے مشہور امام و علامہ تھے۔ آپ نے کئی کتب تصنیف کیں۔

10- البشتكي: محمد بن إبراهيم بن محمد بن عبد الله الدمشقي البشتكي، أبو أحمد، بدر الدين، الشاعر الأديب المشهور (748 – 830 هـ)

ابن حجر نے ان سے ان کے کئی اشعار و فوائد کا سماع کیا۔ اور پھر البشتکی نے بھی ابن حجر سے علم الحدیث میں قراءات کیں۔ یعنی یہ ایک ہی وقت میں ابن حجر کے استاد بھی تھے اور ان کے شاگرد بھی۔

آپ کی ذکاوت اور حفظ

علامہ سخاوی آپ کے کمال حفظ کا تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو چھوڑی عمر سے ہی کمال قوت حفظ سے نوازا تھا۔ آپ ہر روز آدھا حزب یاد کیا کرتے تھے اور اس سلسلے میں مزید بڑھتے ہوئے آپ نے پوری سورۃ مریم ایک ہی دن میں یاد کی۔ بہت سے ایام تک آپ الحاوی الصغیر کے صفحات کی تصحیح کرتے تھے پھر اس کو ایک بار دہرانے کے بعد تیسری دفعہ آپ اسے زبانی بیان کرتے! اس طرح بچپن ہی سے آپ کا حافظہ کافی مضبوط تھا۔

حسن قراءت مع ضبط

سخاوی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے مکمل صحیح مسلم کی قراءت صرف چار مجلسوں میں مکمل کی، جو کہ دو دن اور کچھ وقت میں مکمل ہوئیں۔

سخاوی نے کہا کہ آپ نے معجم الطبرانی لصغیر کی قراءت شام کے سفر کے دوران ایک ہی دن میں ظہر اور عصر کی صلاۃ کے درمیان مکمل کی۔

کمال کتابت

سخاوی کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے قلم سے اتنا کچھ لکھا کہ اس کا کوئی شمار نہیں ہے۔

زمزم پیتے وقت آپ کی دعاء

سخاوی بیان کرتے ہیں کہ ابن حجر نے فرمایا: "میں نے زمزم کا پانی تین مقاصد کے لئے پیا: پہلا یہ کہ مجھے حافظ ذہبی جیسا (علمی) مرتبہ حاصل ہو۔ پھر میں تھوڑے عرصے بعد پھر حج پر گیا تو مجھے اس سے بھی زیادہ (علمی) منزل کی طلب ہوئی تو میں نے اس سے بھی اونچے رتبے کا سوال کیا، اور مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے یہ عطاء کرے گا۔" سخاوی کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کی دعاء فرمائی اور یقینا انہیں یہ رتبہ مل گیا۔

آپ کا علمی مکان اور القابات العلمیہ

آپ اپنی زندگی ہی میں بہت اونچے علمی رتبے پر فائز ہو گئے تھے جہاں ان کے زمانے میں کوئی نہیں پہنچ سکا تھا۔ اور آپ کے علمی مکان کا ہی نتیجہ ہے کہ آپ کو بہت سے علمی القابات سے نوازا گیا۔ وہ چند القابات جن سے آپ کو اس زمانے کے کبار علماء، معاصرین اور متاخرین نے ملقب کیا ہے درج ذیل ہیں:

1 ـ لقب "الحافظ"

یہ آپ کا سب سے مشہور ترین لقب ہے جس سے آپ جانے اور مانے جاتے ہیں۔ محدثین کے نزدیک یہ لقب اس شخص پر لاگو ہوتا ہے جو حدیث نبوی کی روایت و درایت میں مشغول رہے اور اس قدر مضبوط حفظ، اتقان، اور معرفت کا مالک ہو کہ اس کو اکثر احادیث، ان کی علل، اور ان کے رواۃ کا علم ہو، اور اس کی تعداد ان احادیث، علل، اور رواۃ سے زیادہ ہو جو اس کی معرفت میں نہیں ہیں۔
سخاوی بیان کرتے ہیں کہ "حافظ" کا لقب اپنے اطلاق پر اس زمانے میں ابن حجر العسقلانی کے علاوہ بالاتفاق کسی پر نہیں بولا جاتا۔

امام شوکانی فرماتے ہیں: "کلمۃ حافظ کے آپ پر اطلاق ہونے پر اجماع ہے" (البدر الطالع: 88/1)

2 – لقب "امیر المؤمنین فی الحدیث"

شیخ احمد شاکر فرماتے ہیں کہ متاخرین میں اس لقب کا اطلاق ابن حجر العسقلانی پر ہوتا ہے۔ (الباعث الخثیث ص 149)۔

3 – لقب "شیخ الاسلام"

یہ لقب اجل الالقاب میں سے ہے جس کا اطلاق محدثین کے نزدیک اس عالم پر ہوتا ہو جو "المتبع لكتاب الله وسنة رسوله صلي الله عليه وسلم مع المعرفة بقواعد العلم، والتبحر في الإطلاع علي أقوال العلماء والتمكن من تخريج الحوادث علي النصوص ومعرفة المعقول والمنقول علي الوضع المرضي." (الجواہر والدرر: 14/1)۔

اس لقب سے آپ کو علامہ سخاوی نے متصف کیا ہے۔

یہ چند القابات ہیں جو آپ کے علم، صداقت، ثقۃ، امامۃ، اور امانہ کی شہادت ہیں۔

تلامذہ

آپ کے علمی مکان اور فضیلت کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ آپ سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا اور دور دور سے لوگ علم کی پیاس بجھانے کے لئے آپ کی طرف سفر کرتے، اور آپ نے اپنے تلامذہ میں اپنے زمانے کے کبار علماء اور حفاظ چھوڑے ہیں۔ حافظ سخاوی نے الجواہر والدرر میں ان تمام لوگوں کے نام بیان کیے ہیں جنہوں نے آپ سے روایت یا درایت لی۔ ذیل میں صرف ان کے چند مشہور تلامذہ کے نام درج ہیں:

1 – السخاوی
2 – الکمال ابن الہمام
3 – ابن فہد المکی
4 – برہان الدین البقاعی
5 – زکریا الانصاری

آپ کی تصانیف

حافظ ابن حجر کا شمار کثیر التصانیف لوگوں میں سے ہوتا ہے، سخاوی نے آپ کی تمام کتب کی لسٹ اپنی کتاب میں ذکر کی ہے جن کی تعداد 270 تک پہنچتی ہے۔ حافظ صاحب نے تقریبا تمام علوم میں کوئی نہ کوئی کتاب چھوڑی ہے جس سے ان کے تبحر علمی، سعۃ ثقافت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ آپ کی چند مشہور کتب کے نام درج ذیل ہیں:

1 – فتح الباری
2 – تہذیب التہذیب
3 – تقریب التہذیب
4 – المشتبہ
5 – لسان المیزان
6 – اتحاف المہرۃ
7 – المطالب العالیہ
8 – الاصابہ فی تمییز الصحابہ وغیرہ۔

فقہی مذہب

حافظ ابن حجر کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ شافعی المذہب تھے اور یہ محض موافقت اجتہاد یا دوسری وجوہ کی بناء پر تھا ورنہ تقلید سے آپ کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا اور نہ ہی آپ کسی معین مذہب کی مکمل اتباع کرتے تھے، جس کے چند ثبوت درج ذیل ہیں:

1 – حافظ ابن حجر میں اجتہاد کی تمام شرائط پائی جاتی تھیں لہذا ان کو کسی معین مذہب کی تقلید کی کوئی حاجت نہیں تھی، بلکہ وہ اسی قول کو اپناتے تھے جو دلائل اور ائمہ کے اقوال سے موافق ہوتا تھا۔

2 – حافظ ابن حجر کی صفات میں سے ایک صفت جو آپ کو باقیوں سے ممتاز کرتی تھی وہ تھا آپ کا بحث اور نقد میں انصاف سے کام لینا، اور حق کے واضح ہونے پر اس کی طرف رجوع کرنے میں جلدی کرنا جیسا کہ ان کو لوگوں میں سب زیادہ جاننے والے شخص نے متصف کیا ہے (دیکھیں، الضوء اللامع: 38/2، الجواہر والدرر: 119/1)۔ اور انصاف اس بات کا مقتاضی ہے کہ کسی معین فقہی مذہب کی تقلید نہ کی جائے کیونکہ حق ان میں سے صرف ایک میں کبھی منحصر نہیں ہو سکتا۔

3 – کوئی بھی شخص جو آپ کی کتاب "فتح الباری" کا مطالعہ کرے گا تو اسے ضرور بے شمار ایسے مواقع ملیں گے جہاں پر حافظ ابن حجر نے دلیل کے موافق قول کو ترجیح دی ہے جو شافعی مذہب یا دوسرے مذاہب کے خلاف ہیں، مثلا:
جمعہ کے انعقاد میں لوگوں کی تعداد کا مسئلہ (فتح الباری: 423/2)،
صلاۃ الکسوف میں اونچی آواز میں قراءت کرنے کا مسئلہ (فتح الباری: 2/549-550)،
نماز میں فاتحہ کے ساتھ بسملہ کی قراءت کا مسئلہ (91/9)،
سجدہ سہو کا حکم، اور اس کی جگہ، یعنی سلام سے پہلے یا بعد میں کرنے کا مسئلہ (3/92-96)
اور اس کے علاوہ بے شمار مسائل جن کا ذکر یہاں ممکن نہیں۔
3 – اس کے علاوہ حافظ ابن حجر کے اس کتاب میں کئی قوی اقوال ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ آپ موافق دلیل قول کو ہی لیتے ہیں اور مخالف دلیل قول کو رد کرتے ہیں چاہے وہ کسی کا بھی قول ہو، چند عبارات درج ذیل ہیں:

- سیدنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے مانعین زکاۃ سے قتال کے معاملے میں اختلاف کا ذکر کرنے کے بعد حافظ صاحب فرماتے ہیں: " **وفي القصة دليل على أن السنة قد تخفى على بعض أكابر الصحابة ويطلع عليها آحادهم ولهذا لا يلتفت إلى الآراء ولو قويت مع وجود سنة تخالفها ولا يقال كيف خفي ذا على فلان والله الموفق**" (فتح الباری: 76/1)۔
- ایک دوسری جگہ بالکل صریح الفاظ میں مقلد کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " **وفيه أن الوقائع الخاصة قد تخفى على الأكابر ويعلمها من دونهم وفي ذلك رد على المقلد إذا استدل عليه بخبر يخالفه فيجيب لو كان صحيحا لعلمه فلان مثلا فإن ذلك إذا جاز خفاؤه عن مثل عمر فخفاؤه عمن بعده أجوز**" (251/12)۔

- درج ذیل قول میں تو آپ نے ڈنکے کی چوٹ پر کہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے قول کے خلاف کسی کا قول جائز نہیں، فرماتے ہیں: " **ویستفاد من ذلك أن أمره صلى الله علیه وسلم إذا ثبت لم یكن لأحد أن یخالفه ولا یتحیل في مخالفته بل یجعله الأصل الذي یرد إلیه ما خالفه لا بالعكس كما یفعل بعض المقلدین ویغفل عن قوله تعالى فلیحذر الذین یخالفون عن أمره الآیة"** (341/13)۔

اور اس کے علاوہ بھی آپ کے کئی اقوال ہیں جن میں یہی بات کی گئی ہے۔ امید ہے جتنا یہاں پر بیان کر دیا گیا ہے اتنا ہی سمجھدار کو کافی ہو گا کہ حافظ ابن حجر اصل میں ایک مجتہد عالم تھے اور تقلید اور مذہبی تعصب سے نہ صرف دور تھے بلکہ اس سے دور رہنے کی نصیحت کرتے تھے۔ والحمدللہ

عقدی مذہب

حافظ ابن حجر عقیدہ میں عام محدثین کے مذہب پر تھے۔ چنانچہ جمال ابن عبد الہادی حافظ ابن حجر کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ: "كان محبا للشیخ تقي الدین ابن تیمیة، معظما له،جاریا في أصول الدین علي قاعدة المحدثین" یعنی حافظ ابن حجر شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے محبت کرتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے، اور اصول الدین یعنی عقیدہ کے معاملے میں آپ محدثین کے مسلک پر تھے۔ (الجواہر والدرر بحوالہ مقدمہ تغلیق التعلیق: 61/1)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن حجر عقیدہ میں محدثین کے مذہب پر تھے اور محدثین کا مذہب وہی ہے جس پر نبی ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے، جو کہ اہل السنۃ والجماعہ کا مذہب ہے۔ اور یہ مذہب کتب السنہ میں مدون اور مبین ہے۔

استاذ عبد الستار الشیخ نے اپنی کتاب "الحافظ ابن حجر العسقلانی" میں ایک باب باندھا جس کا عنوان ہے "عقیدہ ابن حجر" اور اس میں آپ نے فرمایا: "الإمام الحافظ ابن حجر سلفي العقیدة، ینهج منهج السلف الصالح في كلیات العقیده وجزئیاتها، وقد دأب في فتح الباري علي نصرة مذهب

أهل السنة والجماعة، والرد علي المخالفين. وقد تبدي ذلك واضحا في شرحه 'كتاب التوحيد من صحيح البخاري' خصوصا، وفي فتح الباري عموما". **یعنی** امام ابن حجر سلفی العقیدہ تھے اور فتح الباری میں اسی مذہب کی تائید کی ہے اور اس کے مخالفین کا رد کیا ہے، اس کے بعد شیخ نے فتح الباری سے چند مثالیں پیش کر کے اس عبارت کو ثابت کیا ہے۔

لیکن چونکہ جس زمانے میں حافظ ابن حجر نے پرورش پائی وہاں اشاعرۃ کا بہت اثر تھا اس لئے حافظ صاحب میں بھی بعض جگہوں پر ان کا اثر نظر آتا ہے، جس کی وجہ سے بعض نے آپ کو مطلقا اشعری بھی قرار دیا ہے، لیکن حافظ صاحب کو محض چند آراء کی بنیاد پر جو اشاعرہ کے موافق ہیں مطلقا اشعری قرار دینا ٹھیک نہیں، بلکہ انہیں ان کی اجتہادی خطاء کہا جا سکتا ہے۔ اشاعرہ کے کچھ خاص بنیادی اصول ہیں جو ان کے مذہب کی پہچان ہیں، اور ابن حجر اگرچہ اللہ کی صفات کے معاملے میں تاویل کی طرف چلے گئے تھے لیکن اس سے وہ اشعری نہیں بن جاتے۔ کسی شخص کا اصول میں اشعری ہونا اور کسی کا محض اشاعرہ سے ایک دو معاملوں میں اتفاق ہونے میں بہت فرق ہے۔
مزید تفصیل کے لئے دیکھیں، "منہج الاشاعرہ فی العقیدہ للدکتور سفر بن عبد الرحمن الحوالی"، اور موقف ابن حزم من المذهب الأشعري (ص 15-19)، اور منہج ابن حجر فی العقیدہ من خلال کتاب فتح الباری لمحمد اسحاق کندو۔

آپ کی وفات

حافظ ابن حجر کی جلالت و عظمت و مہارت میں پوری زندگی کبھی کوئی زوال نہ آیا حتی کہ ایک بیماری سے آپ کی وفات ہوئی جو آپ کو ذی القعدہ کے مہینے کے شروع میں سن 852 ھ میں لاحق ہوئی، اس مرض نے ایک مہینے سے زیادہ عرصہ تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑا حتی کہ 852ھ کے ذی الحجہ کے اواخر میں آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اس وقت آپ کی عمر 79 سال اور چار مہینوں تک پہنچ چکی تھی

(الضوء اللامع: 40/2، و التبر المسبوک فی ذیل السلوک للسخاوی ص 233)۔
آپ کی وفات مسلم امت پر ایک بہت بڑا صدمہ تھی، ہر جگہ لوگ رو رہے تھے اور آپ کی وفات پر غمگین تھے۔ اس دن بازار بند کر دئے گئے اور آپ کے جنازہ پر کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی کہ کہا جاتا ہے کہ ابن تیمیہ کے بعد ایسا جنازہ نہیں دیکھا گیا۔ آپ کے جنازے پر سلطان وقت، اور اس کے علاوہ بڑے بڑے رؤساء و علماء نے شرکت کی۔ آپ کی نماز جنازہ کے بعد آپ کو امام شافعی کی قبر کے قریب دفن کیا گیا، اور اسلامی ممالک میں کئی جگہوں پر آپ کی غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑہائی گئیں (دیکھیں الجواہر والدرر ص 274-278، والضوء اللامع 40/2، والتبر المسبوک ص 233)۔
آپ کی وفات پر بہت سے علماء اور ادباء نے قصیدے بھی لکھے جو مشہور و معروف ہیں۔